وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿٣٨﴾
ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿٣٩﴾
وَوُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿٤٠﴾
تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿٤١﴾
أُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿٤٢﴾

اس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے۔(٣٨)
(جو) ہنستے ہوئے اور ہشاش بشاش ہوں گے۔[1] (٣٩)
اور بہت سے چہرے اس دن غبار آلود ہوں گے۔(٤٠)
جن پر سیاہی چڑھی ہوئی ہو گی۔[2] (٤١)
وہ یہی کافر بدکردار لوگ ہوں گے۔[3] (٤٢)

سُوْرَةُ التَّكْوِيْرِ

سورۂ تکویر مکی ہے اور اس میں انتیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ﴿١﴾

جب سورج لپیٹ لیا جائے گا۔[4] (١)

محشر میں ننگے بدن، ننگے پیر، پیدل اور غیر مختون ہوں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، اس طرح شرم گاہوں پر نظر نہیں پڑے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں یہی آیت تلاوت فرمائی۔ یعنی ﴿ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ ﴾ (الترمذی، تفسیر سورۃ عبس، النسائی، کتاب الجنائز، باب البعث) اس کی وجہ بعض کے نزدیک یہ ہے کہ انسان اپنے گھر والوں سے اس لیے بھاگے گا تاکہ وہ اس کی وہ تکلیف اور شدت نہ دیکھیں جس میں وہ مبتلا ہو گا۔ بعض کہتے ہیں، اس لیے کہ انہیں علم ہو گا کہ وہ کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے اور ان کے کچھ کام نہیں آسکتے۔(فتح القدیر)

(١) یہ اہل ایمان کے چہرے ہوں گے، جنہیں ان کے اعمال نامے ان کے دائیں ہاتھ میں ملیں گے جس سے انہیں اپنی اخروی سعادت و کامیابی کا یقین ہو جائے گا، جس سے ان کے چہرے خوشی سے تمتما رہے ہوں گے۔

(٢) یعنی ذلت اور معائنۂ عذاب سے ان کے چہرے غبار آلود، کدورت زدہ اور سیاہ ہوں گے، جیسے محزون اور نہایت غمگین آدمی کا چہرہ ہوتا ہے۔

(٣) یعنی اللہ کا، رسولوں کا اور قیامت کا انکار کرنے والے بھی تھے اور بدکردار و بد اطوار بھی۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ.

☆ اس سورت میں بطور خاص قیامت کی منظر کشی کی گئی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ قیامت کو اس طرح دیکھے، جیسے آنکھ سے دیکھنا ہوتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ ﴿ إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ، إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ اور إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ ﴾ (غور اور توجہ سے) پڑھے۔ (الترمذی، تفسیر سورۃ التکویر، مسند أحمد ٢/ ٢٧، ٣٦، ١٠٠۔ ذکرہ الألبانی فی الصحیحۃ، نمبر ١٠٨١، ج ٣)

(٤) یعنی جس طرح سر پر عمامہ لپیٹا جاتا ہے، اس طرح سورج کے وجود کو لپیٹ کر پھینک دیا جائے گا۔ جس سے اس کی

وَإِذَا النُّجُومُ انكَدَرَتْ ﴿٢﴾
اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے۔[1] (۲)

وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ﴿٣﴾
اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔[2] (۳)

وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿٤﴾
اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں چھوڑ دی جائیں۔[3] (۴)

وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ ﴿٥﴾
اور جب وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں گے۔[4] (۵)

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ﴿٦﴾
اور جب سمندر بھڑکائے جائیں گے۔[5] (۶)

وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ﴿٧﴾
اور جب جانیں (جسموں سے) ملا دی جائیں گی۔[6] (۷)

وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ﴿٨﴾
اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا۔(۸)

بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ ﴿٩﴾
کہ کس گناہ کی وجہ سے وہ قتل کی گئی؟[7] (۹)

وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿١٠﴾
اور جب نامہ اعمال کھول دیئے جائیں گے۔[8] (۱۰)

روشنی ازخود ختم ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے الشمس والقمر مکوران یوم القیامۃ (صحیح بخاری، بدء الخلق، باب صفۃ الشمس والقمر بحسبان) "قیامت والے دن چاند اور سورج لپیٹ دیئے جائیں گے"۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ لپیٹ کر ان دونوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا تاکہ مشرکین مزید ذلیل و خوار ہوں جو ان کی عبادت کرتے تھے۔ (فتح الباری، باب مذکور)

(۱) دوسرا ترجمہ ہے جھڑ کر گر جائیں گے یعنی آسمان پر ان کا وجود ہی نہیں رہے گا۔

(۲) یعنی انہیں زمین سے اکھیڑ کر ہواؤں میں چلا دیا جائے گا اور وہ دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑیں گے۔

(۳) عِشَارٌ، عُشَرَآءُ کی جمع ہے، حمل والیاں یعنی گابھن اونٹنیاں، گابھن اونٹنیاں، جب ان کا حمل دس مہینوں کا ہو جاتا تو عربوں میں یہ بہت نفیس اور قیمتی سمجھی جاتی تھیں۔ جب قیامت برپا ہو گی تو ایسا ہولناک منظر ہو گا کہ اگر کسی کے پاس اس قسم کی قیمتی اونٹنی بھی ہوں گی تو وہ ان کی بھی پروا نہیں کرے گا۔

(۴) یعنی انہیں بھی قیامت والے دن جمع کیا جائے گا۔

(۵) یعنی ان میں اللہ کے حکم سے آگ بھڑک اٹھے گی۔

(۶) اس کے کئی مفہوم بیان کئے گئے ہیں۔ زیادہ قرین قیاس یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر انسان کو اس کے ہم مذہب و ہم مشرب کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔ مومن کو مومنوں کے ساتھ اور بد کو بدوں کے ساتھ، یہودی کو یہودیوں کے ساتھ اور عیسائی کو عیسائیوں کے ساتھ۔ وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاس.

(۷) اس طرح دراصل قاتل کو سرزنش کی جائے گی کیونکہ اصل مجرم تو وہی ہو گا نہ کہ موءودۃ، جس سے بظاہر سوال ہو گا۔

(۸) موت کے وقت یہ صحیفے لپیٹ دیئے جاتے ہیں، پھر قیامت والے دن حساب کے لیے کھول دیئے جائیں گے، جنہیں

وَإِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتۡ ﴿١١﴾
اور جب آسمان کی کھال اتار لی جائے گی۔[1] (۱۱)

وَإِذَا الۡجَحِيمُ سُعِّرَتۡ ﴿١٢﴾
اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی۔(۱۲)

وَإِذَا الۡجَنَّةُ أُزۡلِفَتۡ ﴿١٣﴾
اور جب جنت نزدیک کردی جائے گی۔(۱۳)

عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّآ أَحۡضَرَتۡ ﴿١٤﴾
تو اس دن ہر شخص جان لے گا جو کچھ لے کر آیا ہو گا۔[2] (۱۴)

فَلَآ أُقۡسِمُ بِالۡخُنَّسِ ﴿١٥﴾
میں قسم کھاتا ہوں پیچھے ہٹنے والے۔(۱۵)

الۡجَوَارِ الۡكُنَّسِ ﴿١٦﴾
چلنے پھرنے والے چھپنے والے ستاروں کی۔[3] (۱۶)

وَالَّيۡلِ إِذَا عَسۡعَسَ ﴿١٧﴾
اور رات کی جب جانے لگے۔[4] (۱۷)

وَالصُّبۡحِ إِذَا تَنَفَّسَ ﴿١٨﴾
اور صبح کی جب چمکنے لگے۔[5] (۱۸)

إِنَّهُۥ لَقَوۡلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴿١٩﴾
یقیناً یہ ایک بزرگ رسول کا کہا ہوا ہے۔[6] (۱۹)

ذِي قُوَّةٍ عِندَ ذِي الۡعَرۡشِ مَكِينٍ ﴿٢٠﴾
جو قوت والا ہے،[7] عرش والے (اللہ) کے نزدیک بلند مرتبہ ہے۔(۲۰)

ہر شخص دیکھ لے گا بلکہ ہاتھوں میں پکڑا دیئے جائیں گے۔

(۱) یعنی وہ اس طرح ادھیڑ دیئے جائیں گے جس طرح چھت ادھیڑ دی جاتی ہے۔

(۲) یہ جواب ہے یعنی جب مذکورہ امور ظہور پذیر ہوں گے، جن میں سے پہلے چھ امور کا تعلق دنیا سے ہے اور دوسرے چھ امور کا آخرت سے۔ اس وقت ہر ایک کے سامنے اس کی حقیقت آجائے گی۔

(۳) اس سے مراد ستارے ہیں خُنَّسٌ، خَنَسَ سے ہے جس کے معنی پیچھے ہٹنے کے ہیں۔ یہ ستارے دن کے وقت اپنے منظر سے پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور نظر نہیں آتے۔ اور یہ زحل، مشتری، مریخ، زہرہ، عطارد ہیں، یہ خاص طور پر سورج کے رخ پر ہوتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ سارے ہی ستارے مراد ہیں، کیوں کہ سب ہی اپنے غائب ہونے کی جگہ پر غائب ہو جاتے ہیں یا دن کو چھپے رہتے ہیں اَلۡجَوَارِ چلنے والے، اَلۡكُنَّسِ چھپ جانے والے، جیسے ہرن اپنے مکان اور مسکن میں چھپ جاتا ہے۔

(۴) عَسۡعَسَ، اضداد میں سے ہے، یعنی آنے اور جانے دونوں معنوں میں اس کا استعمال ہوتا ہے، تاہم یہاں جانے کے معنی میں ہے۔

(۵) یعنی جب اس کا ظہور و طلوع ہو جائے، یا وہ پھٹ اور نکل آئے۔

(۶) اس لیے کہ وہ اسے اللہ کی طرف سے لے کر آیا ہے۔ مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

(۷) یعنی جو کام اس کے سپرد کیا جائے، اسے پوری قوت سے کرتا ہے۔

مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيۡنٍ ﴿۲۱﴾

جس کی (آسمانوں میں) اطاعت کی جاتی ہے امین ہے۔[1] (۲۱)

وَ مَا صَاحِبُكُمۡ بِمَجۡنُوۡنٍ ﴿۲۲﴾

اور تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے۔[2] (۲۲)

وَلَقَدۡ رَاٰهُ بِالۡاُفُقِ الۡمُبِيۡنِ ﴿۲۳﴾

اس نے اس (فرشتے) کو آسمان کے کھلے کنارے پر دیکھا بھی ہے۔[3] (۲۳)

وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ ﴿۲۴﴾

اور یہ غیب کی باتوں کو بتلانے میں بخیل بھی نہیں۔[4] (۲۴)

وَمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَيۡطٰنٍ رَّجِيۡمٍ ﴿۲۵﴾

اور یہ قرآن شیطان مردود کا کلام نہیں۔[5] (۲۵)

فَاَيۡنَ تَذۡهَبُوۡنَ ﴿۲۶﴾

پھر تم کہاں جا رہے ہو۔[6] (۲۶)

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۲۷﴾

یہ تو تمام جہان والوں کے لیے نصیحت نامہ ہے۔(۲۷)

لِمَنۡ شَآءَ مِنۡكُمۡ اَنۡ يَّسۡتَقِيۡمَ ﴿۲۸﴾

(بالخصوص) اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی راہ پر چلنا چاہے۔(۲۸)

---

(۱) یعنی فرشتوں کے درمیان اس کی اطاعت کی جاتی ہے۔وہ فرشتوں کا مرجع اور مطاع ہے نیز وحی کے سلسلے میں امین ہے۔

(۲) یہ خطاب اہل مکہ سے ہے اور صاحب سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی تم جو گمان رکھتے ہو کہ تمہارا ہم نسب اور ہم وطن ساتھی' (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) دیوانہ ہے۔ نعوذ باللہ۔ ایسا نہیں ہے' ذرا قرآن پڑھ کر تو دیکھو کہ کیا کوئی دیوانہ ایسے معارف و حقائق بیان کر سکتا ہے اور گزشتہ قوموں کے صحیح صحیح حالات بتلا سکتا ہے جو اس قرآن میں بیان کیے گئے ہیں۔

(۳) یہ پہلے گزر چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دو مرتبہ ان کی اصلی حالت میں دیکھا ہے' جن میں سے ایک کا یہاں ذکر ہے۔ یہ ابتدائے نبوت کا واقعہ ہے' اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر تھے' جنہوں نے آسمان کے کناروں کو بھر دیا تھا۔ دوسری مرتبہ معراج کے موقعے پر دیکھا۔ جیسا کہ سورۂ نجم میں تفصیل گزر چکی ہے۔

(۴) یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت وضاحت کی جا رہی ہے کہ آپ کو جن باتوں کی اطلاع دی جاتی ہے' جو احکام و فرائض آپ کو بتلائے جاتے ہیں' ان میں سے کوئی بات آپ اپنے پاس نہیں رکھتے بلکہ فریضۂ رسالت کی ذمے داریوں کا احساس کرتے ہوئے ہر بات اور ہر حکم لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

(۵) جس طرح نجومیوں کے پاس شیطان آتے ہیں اور آسمانوں کی بعض چوری چھپی باتیں ادھوری شکل میں انہیں بتلا دیتے ہیں۔ قرآن ایسا نہیں ہے۔

(۶) یعنی کیوں اس سے اعراض کرتے ہو؟ اور اس کی اطاعت نہیں کرتے؟

وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور تم بغیر پروردگار عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔[۱] (۲۹)

سُوْرَةُ الْاِنْفِطَارِ

سورۂ انفطار مکی ہے اور اس میں انیس آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ﴿۱﴾

جب آسمان پھٹ جائے گا۔[۲] (۱)

وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿۲﴾

اور جب ستارے جھڑ جائیں گے۔ (۲)

وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ﴿۳﴾

اور جب سمندر بہہ نکلیں گے۔[۳] (۳)

وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ﴿۴﴾

اور جب قبریں (شق کرکے) اکھاڑ دی جائیں گی۔[۴] (۴)

عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ﴿۵﴾

(اس وقت) ہر شخص اپنے آگے بھیجے ہوئے اور پیچھے چھوڑے ہوئے (یعنی اگلے پچھلے اعمال) کو معلوم کرلے گا۔[۵] (۵)

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ﴿۶﴾

اے انسان! تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بہکایا؟[۶] (۶)

---

(۱) یعنی تمہاری چاہت' اللہ کی توفیق پر منحصر ہے' جب تک تمہاری چاہت کے ساتھ اللہ کی مشیت اور اس کی توفیق بھی شامل نہیں ہوگی' اس وقت تک تم سیدھا راستہ بھی اختیار نہیں کرسکتے۔ یہ وہی مضمون ہے جو ﴿ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ ﴾ (القصص' ۵۶) وغیرہ آیات میں بیان ہوا ہے۔

(۲) یعنی اللہ کے حکم اور اس کی ہیبت سے پھٹ جائے گا اور فرشتے نیچے اتر آئیں گے۔

(۳) اور سب کا پانی ایک ہی سمندر میں جمع ہو جائے گا' پھر اللہ تعالیٰ پچھمی ہوا بھیجے گا۔ جو اس میں آگ بھڑکا دے گی جس سے فلک شگاف شعلے بلند ہوں گے۔

(۴) یعنی قبروں سے مردے زندہ ہو کر باہر نکل آئیں گے۔ بُعْثِرَتْ' اکھیڑ دی جائیں گی' یا ان کی مٹی پلٹ دی جائے گی۔

(۵) یعنی جب مذکورہ امور واقع ہوں گے تو انسان کو اپنے تمام کیے دھرے کا علم ہو جائے گا' جو بھی اچھا یا برا عمل اس نے کیا ہوگا' وہ سامنے آجائے گا۔ پیچھے چھوڑے ہوئے عمل سے مراد اپنے پیچھے اپنے کردار و عمل کے اچھے یا برے نمونے ہیں جو دنیا میں وہ چھوڑ آیا اور لوگ ان نمونوں پر عمل کرتے ہیں۔ یہ نمونے اگر اچھے ہیں تو اس کے مرنے کے بعد ان نمونوں پر جو لوگ بھی عمل کریں گے' اس کا ثواب اسے بھی پہنچتا رہے گا اور اگر برے نمونے اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہے تو جو جو بھی اسے اپنائے گا' ان کا گناہ بھی اس شخص کو پہنچتا رہے گا' جس کی مساعی سے وہ برا طریقہ یا کام رائج ہوا۔

(۶) یعنی کس چیز نے تجھے دھوکے اور فریب میں مبتلا کر دیا کہ تو نے اس رب کے ساتھ کفر کیا' جس نے تجھ پر احسان کیا